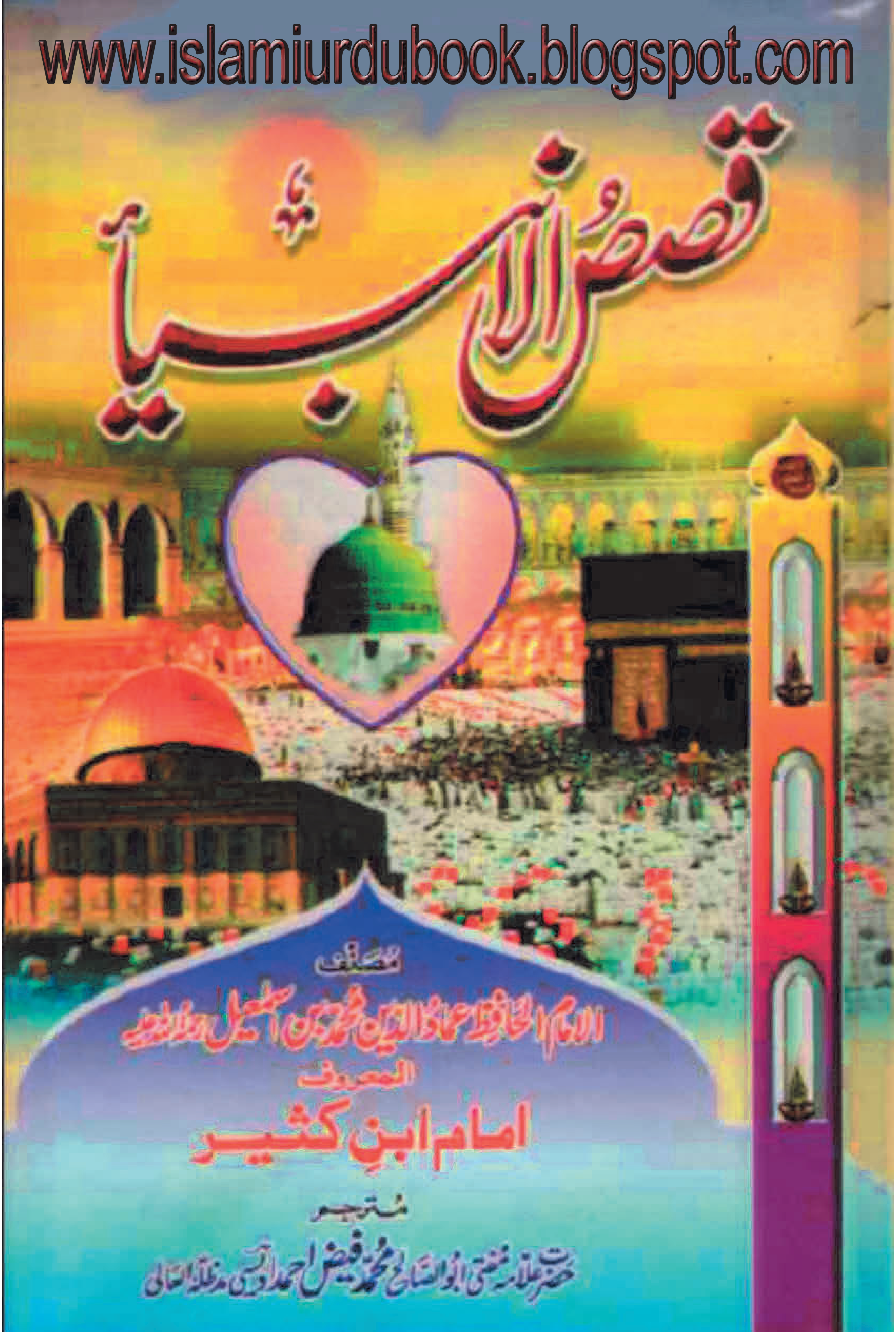


www.islamiurdubook.blogspot.com
قصص الانبیاء
مصنف
الامام الحافظ عماد الدین محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ
المعروف
امام ابنِ کثیر
مترجم
حضرت علامہ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

زاویہ پبلشرز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2006

بار اول ______ ۱۰۰۰

ہدیہ ______ 313 روپے

زیر اہتمام
نجابت علی تارڑ

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ نزد چوک میلاد مصطفیٰ سرکلر روڈ گوجرانوالہ 055-4237699
احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن بالمقابل دی بنک آف پنجاب راولپنڈی 0300-5829668
مکتبہ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ راولپنڈی 0300-9141712
مکتبہ المجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف 048-6691763
حنفیہ پاک پبلی کیشنز نزد بسم اللہ مسجد کھارادار کراچی
مکتبہ فیضانِ مشتاق کھارادار کراچی 033-3121792
منہاج القرآن اسلامک سیل سنٹر ضیاء مارکیٹ سرگودھا 0483-721630
مکتبہ ضیاء العلوم مین صدر بازار راولپنڈی 051-5585695
عطار اسلامی کتب خانہ بازار کلاں نزد دو دروازہ سیالکوٹ 051-4588503

فہرست

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم بن آزر (۲۵۰) تارخ بن ناحور (۱۴۸) بن ساروغ (۲۳۰) بن راغو (۲۳۹) بن فالغ (۴۳۹) بن عابر (۴۶۴) بن شالخ (۴۳۳) بن ارفخشد (۴۳۸) بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام (۹۰۰)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ یہ اہل کتاب کی موجودہ تورات کی نص ہے میں نے ان کے اسماء کے ساتھ ساتھ ان کی عمریں بھی ہندسوں میں لکھ دی ہیں جیسا کہ اہل کتاب کے ہاں مرقوم ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر پر ہم گزشتہ صفحات میں بات کر آئے ہیں۔ اس لیے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حافظ ابن عساکر نے اسحاق بن بشر (صاحب الکاہلی کتاب المبتدا) کے حوالے سے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام "امیلہ" تھا۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے واقعہ کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کلبی کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی "بونا" بنت کربتا بن کرثی تھا جو ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں۔

ابن عساکر حضرت عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کنیت "ابو الضیفان" ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام پیدائش:

اہل کتاب لکھتے ہیں کہ جب تارخ کی عمر پچھتر سال ہوئی تو ان سے ابراہیم، ناحور، اور ہاران پیدا ہوئے اور ہاران سے حضرت لوط علیہ السلام پیدا ہوئے۔ وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تارخ کے درمیانی بیٹے تھے۔ اور ہاران اپنے باپ کی زندگی میں اسی جگہ فوت ہو گئے جہاں وہ پیدا ہوئے تھے ان کی جائے پیدائش کلدانیوں کا ملک یا بابل بتایا جاتا ہے۔ (اور ابن عساکر نے اسے ہشام بن الکلبی کے طریق سے روایت کرنے کے بعد اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل میں پیدا ہوئے ہیں۔ غوطۃ الدمشق کی بستی "برزہ" کی طرف منسوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اس مقام پر قیام پذیر تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کے لیے یہاں تشریف لائے تھے اور آپ علیہ السلام نے اس مقام پر نماز ادا فرمائی تھی۔

اہل کتاب فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت "سارہ" کے ساتھ شادی کی اور ان کے بھائی "ناحور" نے اپنی بھتیجی "ملکا" بنت ہاران سے اور یہ کہتے ہیں کہ تارخ اپنے بیٹے حضرت ابراہیم اور ان کی بیوی سارہ اور ان کے بھتیجے لوط بن ہاران کے ساتھ روانہ ہوئے اور کلدانیوں کی زمین سے کوچ کر کے ارض کنعان آ گئے۔ وہ ملک کنعان میں حران نامی جگہ پر اترے۔ یہیں تارخ مالک حقیقی سے جا ملے۔ اس وقت ان کی عمر اڑھائی سو سال تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حران میں پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ کلدانیوں کی زمین میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور کلدانیوں کی سرزمین بابل اور اس کے گردونواح کا علاقہ ہے۔ پھر آپ علیہ السلام ارض کنعان کی طرف عازم سفر ہوئے جسے بیت المقدس کہا جاتا ہے۔ اور حران میں قیام پذیر ہوئے جو ان دنوں کلدانیوں کی سرزمین کہلاتی تھی۔

ستاروں کی پوجا:

اسی طرح جزیرہ اور شام کے علاقے بھی انہیں کے قلمرو میں آتے تھے۔ کلدانی سات ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ ان دنوں دمشق کے تمام لوگوں کا دین بھی ستارہ پرستی تھا۔ وہ قطب شمالی کی طرف منہ کر کے قولاً اور فعلاً سات ستاروں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی لیے دمشق کی ہر ایک دروازے پر ان سات ستاروں کی عبادت کے لیے عرصے سے ہیکل بنے ہوئے تھے۔ اور دمشق کے سب لوگ ان ستاروں کے لیے عیدیں اور میلے منعقد کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح اہل حران بھی ستاروں اور مورتیوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان دنوں پوری دنیا میں تقریباً بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ اور ان کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام اس لعنت سے محفوظ تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی وہ واحد ہستی ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان فتنوں کا ازالہ فرمایا اور اس گمراہی کا بطلان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دانائی عطا کر دی تھی۔ اور جب آپ علیہ السلام جوان ہو گئے تو انہیں رسالت کے منصب پر فائز کر کے اپنا خلیل ہونے کا شرف عطا فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولقد آتینا ابراھیم رشدہ من قبل و کنا بہ عالمین۔ ﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: "اور یقیناً ہم نے عطا فرمائی تھی ابراہیم کو ان کی دانائی اس سے پہلے اور ہم ان کو خوب جانتے تھے۔" (یعنی وہ اس مقام و مرتبہ کے لائق تھے۔)

قرآن میں تذکرہ:

☼ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و ابراھیم اذ قال لقومه اعبدوا اللہ .... لمن الصلحین۔ ﴿سورۃ عنکبوت﴾

ترجمہ: "اور ابراہیم کو یاد کرو جب آپ نے فرمایا اپنی قوم کو عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرتے رہا کرو یہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔ تم تو پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی اور تم گھڑا کرتے ہو نرا جھوٹ۔ بے شک جن کو تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ مالک نہیں تمہارے رزق کے پس طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے رزق کو اور اس کی عبادت کیا کرو اور اس کا شکر ادا کیا کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو جھٹلایا (اپنے نبیوں کو) ان امتوں نے بھی جو تم سے پہلے تھیں اور رسول پر فرض نہیں بجز اس کے کہ وہ (اللہ کا حکم) صاف طور پر پہنچا دے۔ کیا انہوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کس طرح آغاز فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کا پھر وہ (کس طرح) اس کا اعادہ کرتا ہے۔ بلاشبہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے۔ فرمایئے سیر و سیاحت کرو زمین میں اور غور سے دیکھو کس طرح اس نے خلق کی ابتدا فرمائی پھر اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا دوسری بار۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے رحم فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے۔ اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔ اور نہیں ہو تم بے بس کرنے والے (اللہ تعالیٰ کو) زمین میں (بھاگ کر) اور نہ آسمان میں (پناہ لے کر) اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور کوئی مددگار۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیات کا اور اس کی ملاقات کا، وہ لوگ مایوس ہو گئے ہیں میری رحمت سے اور وہی لوگ ہیں جن کے لیے عذاب الیم ہے۔ آپ کی قوم سے کوئی جواب نہ بن آیا بجز اس کے کہ انہوں نے کہا کہ اسے قتل کر ڈالو یا اسے جلا دو سو بچا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے۔ بے شک اس واقعہ میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم نے بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو باہمی محبت (و پیار) کا ذریعہ اس دنیوی زندگی میں۔ پھر قیامت کے دن تم انکار کرو گے ایک دوسرے کا اور پھٹکار بھیجو گے ایک دوسرے پر اور تمہارا ٹھکانا آتش (جہنم) ہوگا اور نہیں ہوگا تمہارا کوئی مددگار۔ تو ایمان لائے ان پر حضرت لوط اور ابراہیم نے کہا میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔ بے شک وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمایا آپ کو اسحٰق (جیسا فرزند) اور یعقوب (جیسا پوتا) اور ہم نے رکھ دی ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب اور ہم نے دیا ان کو ان کا اجر اس دنیا میں۔ اور بلاشبہ وہ آخرت میں صالحین (کے زمرہ) میں ہوں گے۔"

پھر اللہ آپ علیہ السلام کے باپ کے ساتھ گفتگو اور اپنی قوم کے ساتھ مناظرے کا بیان فرمایا ہے۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو دعوت دی۔ آپ کا باپ بھی بتوں کا پجاری تھا اس لیے سب سے زیادہ حق دار تو وہ تھا کہ اسے خلوص کے ساتھ نصیحت کی جائے۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و اذکر فی الکتاب ابرھیم .... و کلا جعلنا نبیا۔ ﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ: "اور ذکر کیجئے آپ کتاب میں ابراہیم کا۔ وہ بڑا راست باز نبی تھا۔ جب انہوں نے کہا اپنے باپ سے کہ اے میرے باپ تو کیوں عبادت کرتا ہے اس کی جو نہ کچھ سنتا ہے اور نہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اے میرے باپ! بے شک آیا ہے میرے پاس وہ علم جو تیرے پاس نہیں آیا۔ اس لیے تو میری پیروی کر میں دکھاؤں گا تجھے سیدھا راستہ۔ اے باپ! شیطان کی پوجا نہ کیا کر۔ بے شک شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔ اے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھے پہنچے عذاب رحمٰن کی طرف سے تو تو بن جائے شیطان کا ساتھی۔ باپ نے کہا کیا روگردانی کرنے والا ہے تو میرے خداؤں سے اے ابراہیم! اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا اور دور ہو جا میرے سامنے سے کچھ عرصہ۔ ابراہیم نے کہا سلام ہو تم پر۔ میں مغفرت طلب کروں گا تیرے لیے اپنے رب سے۔ بلاشبہ وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے۔ اور میں الگ ہو جاؤں گا تم سے اور (ان سے بھی) جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور میں اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کی برکت سے نامراد نہیں رہوں گا۔ پس جب وہ جدا ہو گیا ان سے اور جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تو ہم نے عطا فرمایا ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب۔ اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ کے ساتھ گفتگو اور مباحثہ اور مکالمہ کو بیان فرما رہا ہے۔ قرآنی آیات سے ہم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ نے کتنے لطیف انداز اور خوبصورت اشاروں سے اپنے باپ کے ساتھ گفتگو کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایسی مورتیوں کی عبادت عقل مندی نہیں جو نہ عبادت گزار کی دعا کو سنتی ہیں اور نہ اسے دیکھنے کی قدرت رکھتی ہیں۔ ایسے بے جان پتھر بھلا اپنے پوجا کرنے والے کو کیا فائدہ دیں گے یا رزق اور مدد کے معاملے میں اس کی کیا مدد کریں گے۔ پھر آپ نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے مجھے علم نافع اور ہدایت کا نور دیا ہے اگرچہ میں کم سن ہوں

یا ابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا۔ ﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ: "اے میرے باپ! بے شک آیا ہے میرے پاس وہ علم جو تیرے پاس نہیں آیا۔ اس لیے تو میری پیروی کر۔ میں دکھاؤں گا تجھے سیدھا راستہ۔"

یہاں "صراطاً سویا" سے مراد وہ راستہ ہے جو سیدھا بھی ہو اور واضح بھی۔ آسان بھی ہو اور

فطرت کے مطابق بھی۔ جس پر چل کر انسان دنیا و آخرت میں سرخرو اور کامیاب ہو جائے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو یہ تلقین کی اور حق کی راہ پر گامزن ہونے کی نصیحت کی تو وہ اکڑ گیا اور اس نے اس نصیحت کو قبول نہ کیا۔ بلکہ وہ آپ علیہ السلام پر برافروختہ ہو کر دھمکیاں دینے لگا اور یہاں تک کہا کہ:

اراغب عن الھتی یا ابراھیم لئن لم تنتہ لا رجمنك۔ ﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ: "کیا روگردانی کرنے والا ہے تو میرے خداؤں سے۔ اے ابراہیم! اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔"

کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے آپ کو یہ دھمکی قولاً کی۔ اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ فعلاً یہ وعید اور تہدید عمل میں آئی:

"واھجرنی ملیا" ترجمہ: "اور دور ہو جا میرے سامنے سے کچھ عرصہ۔"

یعنی میں تجھے عاق کرتا ہوں اب تجھے اس شہر سے در بدر ہونا پڑے گا۔

اس دھمکی کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

سلام علیك۔

ترجمہ: "سلام ہو تم پر۔"

یعنی میری طرف سے تمہیں کسی برے سلوک کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور نہ میرے ہاتھ اور زبان سے تمہیں تکلیف پہنچے گی۔ بلکہ تم میری طرف سے مامون و مطمئن ہو۔ پھر کمال خیر خواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا:

ساستغفر لك ربی۔ انہ کان بی حفیا۔ ﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ: "میں مغفرت طلب کروں گا تیرے لیے اپنے رب سے۔ بیشک وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے۔"

حضرت ابن عباس اور دیگر مفسرین رضی اللہ عنہم نے "حفیا" کا معنی "لطف کرنے والا" کیا ہے۔ یعنی میرے رب کا مجھ پر بے حد لطف و کرم ہے کہ اس نے مجھے اپنی عبادت کی ہدایت اور اخلاص و للّٰہیت کی دولت سے نوازا ہے۔ آپ نے فرمایا: "و اعتزلکم وما تدعون من دون اللہ و ادعو ربی عسی الا اکون بدعاء ربی شقیا۔" ترجمہ: "اور میں الگ ہو جاؤں گا تم سے اور (ان سے بھی) جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر۔ اور میں اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کی برکت سے نامراد نہیں رہوں گا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باپ کے لیے دعائے مغفرت کی کیونکہ آپ اس سے وعدہ کر چکے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے عفو و درگزر کی درخواست کروں گا۔ لیکن جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ

اللہ کا دشمن ہے تو آپ نے اس سے برأت کا اعلان کر دیا۔

جیسا کہ قرآن مجید ارشاد ہوتا ہے:

وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ۔ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرا منہ۔ ان ابراھیم لاواہ حلیم۔ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اور نہ تھی استغفار ابراہیم کی اپنے باپ کے لیے مگر ایک وعدہ کی وجہ سے جو انہوں نے اس سے کیا تھا۔ اور جب ظاہر ہو گئی آپ پر یہ بات کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو آپ بیزار ہو گئے اس سے۔ بیشک ابراہیم بڑے ہی نرم دل (اور) بردبار تھے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے۔ جب کہ اس کا چہرہ بری طرح غبار آلود ہو چکا ہو گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے کہیں گے۔ میں تمہیں نہ کہتا تھا میری نافرمانی نہ کر؟ آزر کہے گا۔ آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔ اے میرے رب؟ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کروں گا۔ بھلا اس سے بڑی رسوائی اور کیا ہو گی کہ میرا باپ مجھ سے اتنا دور ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے کافروں کے لیے جنت حرام کر دی ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے گا۔ اے ابراہیم! آپ کے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ آپ فوراً دیکھیں گے تو (آزر) خون میں لت پت مرا پڑا ہو گا۔ پھر اس کے جوڑ جوڑ کو لے کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس حدیث کو قصہ ابراہیم میں صرف انہوں نے ہی روایت کیا ہے۔

(امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب التفسیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے سیاق میں غرابت پائی جاتی ہے۔ بزار نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالے سے، انہوں نے عقبہ بن عبدالغافر سے، انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اس قصہ کو امام نسائی نے بھی بیان کیا ہے۔)

ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

و اذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما آلھۃ انی اراك و قومك فی ضلال مبین۔ ﴿سورۃ الانعام﴾

ترجمہ: "اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کیا تم بناتے ہو بتوں کو خدا، بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں۔"

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا۔

جمہور علمائے نسب جن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی بھی آتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپ کے باپ کا نام "تارخ" تھا۔ اہل کتاب بھی آپ کے باپ کا نام "تارخ" خائے معجمہ کے ساتھ بتاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آزر اس کا لقب ہے کیونکہ یہ آزر نامی بت کی پوجا کرتا تھا۔ اسی نسبت سے اسے بھی آزر کہا جاتا ہے۔ ابن جریر فرماتے ہیں کہ صحیح قول یہ ہے کہ اس کا نام آزر تھا اور ہو سکتا ہے اس کے دو نام ہوں جو بطور علم استعمال ہوتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے ایک لقب ہو اور دوسرا نام۔ بہر حال یہ احتمال صحیح ہے اور اسے بالکل رد نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

۞ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و کذلک نری ابراھیم ملکوت .... ان ربك حکیم علیم۔ ﴿سورۃ الانعام﴾

ترجمہ: "اور اسی طرح ہم نے دکھا دی ابراہیم کو ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی تاکہ وہ ہو جائیں کامل یقین کرنے والوں میں پھر جب چھا گئی ان پر رات (تو) دیکھا انہوں نے ایک ستارا بولے (کیا) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا (تو) بولے میں نہیں پسند کرتا ڈوب جانے والوں کو پھر دیکھا چاند کو چمکتے ہوئے تو کہا (کیا) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ (بھی) غروب ہو گیا تو آپ نے کہا اگر نہ ہدایت دیتا مجھے میرا رب تو ضرور ہو جاتا میں بھی اس گمراہ قوم سے پھر جب دیکھا سورج کو جگمگاتے ہوئے (تو) بولے (کیا) یہ میرا رب ہے؟ یہ تو ان سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا (تو) آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو بے شک میں نے پھیر لیا ہے اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو یکسو ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکوں میں سے اور جھگڑنے لگی ان سے ان کی قوم آپ نے کہا کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے ہدایت دیدی ہے مجھے اور نہیں ڈرتا میں ان سے جنہیں تم شریک بناتے ہو اس کا۔ مگر یہ کہ چاہے میرا ہی پروردگار کوئی تکلیف پہنچانا گھیرے ہوئے ہے میرا رب ہر چیز کو (اپنے) علم سے تو کیا تم نصیحت قبول کرو گے اور کیسے ڈروں میں (ان سے) جنہیں تم نے شریک ٹھہرا رکھا ہے حالانکہ تم نہیں ڈرتے (اس سے) کہ تم نے شریک بنایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسے کہ نہیں اتاری اللہ نے اس کے متعلق تم پر کوئی دلیل (تم ہی بتاؤ) دونوں فریقوں سے کون زیادہ حقدار ہے امن (وسلامتی) کا؟ اگر تم (کچھ) جانتے ہو وہ جو ایمان لائے اور نہ ملایا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے انہیں کیلئے ہی امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے دی تھی ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں، ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہتے ہیں بے شک آپ کا رب

دانا سب کچھ جاننے والا ہے۔"

ان آیات طیبات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بت پرستوں کے مناظرے کو بیان کیا جا رہا ہے۔ آپ انہیں بتاتے ہیں کہ یہ روشن ستارے جو نظر آ رہے ہیں الوہیت کے حقدار نہیں ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی عبادت کی جا سکتی ہے کیونکہ یہ مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کمال تک پہنچایا ہے۔ اسی ذات نے انہیں وجود بخشا ہے۔ اب وہی ان کا مدبر ہے۔ اور اسی کے دست قدرت میں ان کی باگ ڈور ہے۔ کبھی یہ طلوع ہوتے ہیں اور کبھی غروب ہو جاتے ہیں۔ ادھر یہ مطلع فلک پر نظر آتے ہیں تو ادھر نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں پروردگار عالم کی نظر سے تو کچھ غائب نہیں رہ سکتا۔ اور کوئی خفیف ترین ذرہ بھی اس سے مخفی نہیں ہے۔ بلکہ وہ ذات اقدس تو دائم و باقی لا زوال ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے علاوہ کوئی پروردگار نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے انہیں یہ بات سمجھائی کہ یہ ستارہ خدا نہیں بن سکتا۔

کہا جاتا ہے کہ وہ زہرہ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر آپ چاند کی طرف متوجہ ہوئے جس کی روشنی اور چمک دمک زہرہ سے کہیں زیادہ ہے۔ پھر سورج کی طرف متوجہ ہوئے جو تمام اجرام فلکی سے روشنی، خوبصورتی اور حجم میں بڑا نظر آتا ہے۔ آپ نے انہیں متوجہ کر کے فرمایا کہ یہ سورج جس کی روشنی سے زمین کا ایک وسیع خطہ چمک اٹھتا ہے قادر مطلق خدا کے ہاتھ میں مسخر ہے۔ اسی ذات نے اس کا محور اور مرکز متعین کیا ہے۔ جس پر یہ گردش کناں ہے۔ یہ اسی کی صنعت گری کا کمال اور اس کی کمال قدرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ خدا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و من آیاتہ اللیل و النھار و الشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر و اسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون۔ ﴿سورۃ حم سجدہ﴾

ترجمہ: "اور اس کی نشانیوں میں سے رات بھی ہے اور دن بھی۔ سورج بھی ہے اور چاند بھی۔ مت سجدہ کرو سورج اور چاند کو بلکہ سجدہ کرو رب تعالیٰ کو جس نے انہیں پیدا فرمایا ہے اگر تم واقعی اس کے بندے ہو۔"

۞ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فلما رای الشمس بازغۃ" ترجمہ: "پھر جب دیکھا سورج کو جگمگاتے ہوئے۔"

"بازغۃ" کا معنی طالعۃ (طلوع ہوتے) بھی ہے۔

قال ھذا ربی ھذا اکبر۔ فلما افلت .... الا ان یشاء ربی شیئا۔ ﴿سورۃ الانعام﴾